تزکیہ و تربیت

اقامتِ دین و ترویجِ شریعت اور تزکیہ نفس

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

تین ضخیم جلدوں پر مشتمل 'مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں تفہیم و تبلیغ دین' احیائے سنت 'تزکیہ نفس' جہاد فی سبیل اللہ' ترویج شریعت اور اقامت دین کے موضوعات پر بڑا بیش قیمت سامان موجود ہے۔ ان مکتوبات کو ان کی زندگی ہی سے مقبولیت عام حاصل رہی ہے اور ان میں سے چند منتخبات ہم پہلے بھی (جنوری '۹۴) قارئین کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔(مدیر)

ملا غازی کے نام

واضح ہو کہ امت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہو سکتا جو اپنے پیغمبرؑ سے برابری پیدا کر سکے' اگرچہ وہ فرد کمالات میں کتنے ہی بڑے درجہ پر کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ جو کمالات اس کو حاصل ہوئے ہیں' شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہی کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں۔ پس تمام کمالات جو اس فرد کو حاصل ہیں' پیغمبر کے لیے بھی ثابت ہوں گے' دوسرے متبعین کے کمالات اور پیغمبر کے کمالات مخصوص ساتھ ساتھ۔ اسی طرح وہ فرد کامل کسی اور پیغمبر کے رتبے کو بھی نہیں پہنچ سکتا' اگرچہ اس پیغمبر کی کسی ایک شخص نے بھی متابعت نہ کی ہو اور اس کی دعوت کو کسی نے بھی قبول نہ کیا ہو۔

ہر پیغمبر اصل میں صاحب دعوت ہے اور تبلیغ شریعت پر مامور۔ امتیوں کا انکار اس کی دعوت و تبلیغ میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ بات بھی اچھی طرح روشن ہے کہ کوئی کمال' دعوت و تبلیغ کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اس لیے کہ اللہ کے بندوں میں وہ بندہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے جو بندوں کی دوستی اللہ سے اور اللہ کی دوستی بندوں سے کرا دے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام داعی و مبلغ ہی کا ہے۔ تم نے سنا ہو گا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن علما کی روشنائی 'شہدا فی سبیل اللہ کے خون کے ساتھ وزن کریں گے' اور علما کی روشنائی کا پلہ' شہدا کے خون کے پلے سے بھاری ہو گا۔

امت کو یہ دولت دعوت و تبلیغ' بالاصالہ میسر نہیں ہے۔ جو کچھ بھی دعوت و تبلیغ ان کے پاس ہے وہ پیغمبرؑ کے طفیل میں ضمنی طور پر ہے۔ اصل اصل ہوتا ہے' اور فرع اصل سے نکلتی ہے۔ اس مقام

سے اس امت کے اندر دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کی فضیلت سمجھنا چاہیے۔

شیخ فرید بخاری کے نام

آج کے دن اسلام بہت کسمپرسی کے عالم میں ہے۔ایک جیتل (پیسہ) اگر آج تقویت دین کے سلسلہ میں صرف کیا جائے گا تو کروڑوں کے اجر میں قبول کریں گے۔دیکھیے کس شہباز کو ترویج دین کی دولتِ عظمیٰ سے مشرف کرتے ہیں۔ترویج دین اور تقویتِ ملت جس وقت اور جس سے بھی وقوع میں آئے 'اچھی ہے لیکن اس وقت میں' جبکہ اسلام کی غربت کا زمانہ ہے 'آپ جیسے سیادت مآب جوانمردوں کے لیے بہت ہی زیادہ زیبا اور مناسب ہے۔کیونکہ یہ اسلام آپ ہی کے بزرگ خاندان سے نکلا ہے 'حقیقی وراثت نبوی "اسی ترویج و اشاعت دین میں مضمر ہے۔حضرت پیغمبر خدا ؐ نے اپنے صحابہ ؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ "تم ایسے زمانہ میں موجود ہو کہ اگر امر و نواہی میں سے دسواں حصہ ترک کر دو تو تباہ ہو جاؤ' اور تمھارے بعد جو لوگ آئیں گے اگر وہ دسواں حصہ بھی اوامر و نواہی کا انجام دے لیں گے تو نجات پا جائیں گے۔" یہ وقت وہی وقت ہے اور یہ موجودہ لوگ وہی لوگ ہیں۔

(بادشاہ کو) مسائل شرعیہ کی حقیقت سے اطلاع دینی ضروری ہے۔جب تک ایسا نہ ہو گا' علما اور مقربانِ بادشاہ کی ذمہ داری ادا نہ ہوگی۔اس تبلیغی جدوجہد اور گفتگو میں اگر کسی جماعت کو تکلیف و اذیت بھی پہنچ جائے تو زہے قسمت ! انبیا علیہم السلام نے تبلیغ احکام شرعیہ میں کیا کچھ تکلیفیں نہیں جھیلیں اور کتنی کچھ دشواریاں برداشت نہیں کیں؟ وہ جو تمام انبیا ؑ میں سب سے افضل تھے 'یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ؐ' انھوں نے فرمایا ہے: مجھے اللہ کے راستے میں جتنی تکلیف دی گئی ہے کسی نبی کو اتنی تکلیف نہیں دی گئی۔

سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام (جہانگیر) نے اپنے اسلامی حسن باطن کی بنا پر آپ سے فرمایا ہے کہ آپ چار ایسے دیندار عالم مہیا کریں جو حاضر رہ کر مسائل شرعیہ کو بیان کیا کریں تا کہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ۔مسلمان کو اس سے بہتر کیا بشارت اور "ماتم زدگان" کو اس سے اچھی کیا خوش خبری ہو سکتی ہے۔چونکہ فقیر اسی غرض سے آپ کی طرف متوجہ رہتا ہے 'لہٰذا ضرورتاً (اب بھی) اس بارے میں کہنے اور لکھنے سے اپنے آپ کو معاف نہیں رکھوں گا۔امید کہ مجھے معذور قرار دیں گے۔صاحب الغرض مجنون (صاحب غرض مجنون ہوتا ہے۔) ایسے دیندار علما جو حب جاہ اور حب ریاست سے علیحدہ ہوں' اور ترویج شریعت اور تائید ملت کے علاوہ کوئی اور مطلب

نہ رکھتے ہوں' تعداد میں بہت قلیل ہیں۔ اگر ان میں حب جاہ ہوئی تو ہر ایک کوئی نہ کوئی ڈگر اختیار کر کے اپنی فضیلت کا اظہار کرے گا' اختلافی مسائل درمیان میں لائے گا' اور اس طرز کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا۔ لامحالہ دین کی فہم ابتر ہو جائے گی۔ گزشتہ زمانہ (عہد اکبری) میں علمائے سوء کے اختلافات ہی نے دنیا کو بلا میں ڈالا تھا۔ اب بھی علمائے سوء کی صحبت کا اندیشہ درپیش ہے۔ ایسی صورت میں ترویج دین کیا خاک ہوگی' الٹی تخریب دین ہو جائے گی۔ میں علمائے سوء کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ علما آخرت میں سے کوئی عالم میسر آجائے تو اس سے اچھی کیا بات ہے' اس کی صحبت کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے۔ اگر وہ میسر نہ آئے تو غور و فکر کے بعد علما میں سے کسی بہتر و غنیمت عالم کا انتخاب کر لیا جائے۔ اگر کل میسر نہ آئے تو کل کو ترک بھی نہ کیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں سوائے اس کے اور کیا لکھوں کہ خلائق کی ہدایت علما کے وجود سے وابستہ ہے' اسی طرح دنیا کی گمراہی بھی انھی سے وابستہ ہے۔

خان اعظم کے نام

خان اعظم مرزا عزیز کوکا' اکبر کے رضاعی بھائی تھے اور اس نے انھیں اپنی وکالت کے منصب پر فائز کر کے 'اپنی مہر' ان کے سپرد کی تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی تائید کرے' اور احکام اسلامیہ کے غالب کرنے میں دشمنان اسلام کے مقابلے میں آپ کی مدد فرمائے۔

مخبر صادق ؐ کا ارشاد ہے: الاسلام بداء غریباً وسیعود کما بداء فطوبی للغرباء (اسلام اپنے آغاز میں اجنبیت اور کسمپرسی کی حالت میں رہا اور جس طرح اس کا آغاز ہوا تھا عنقریب وہ پھر اسی طرح ہو جائے گا۔ پس خوشخبری ہے غربا کو۔ یعنی ان لوگوں کو جو ایسی حالت میں اسلام سے وابستگی رکھنے کی بنا پر اس کے شریک حال ہوں۔ غربت اسلام اس حد کو پہنچی ہے کہ کفار برملا طعن اسلام اور "ذم مسلمانان" کر رہے ہیں اور بے محابا احکام کفر کا اجرا اور اہل کفر کی مداحی کوچہ و بازار میں ہو رہی ہے۔ مسلمان اجرائے احکام سے روک دیے گئے ہیں اور شریعت کی انجام دہی میں قابل ملامت و مطعون ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ' رونق شرع شریف' سلاطین کے ساتھ وابستہ بتلائی گئی ہے' مگر اب قضیہ بالکل الٹا ہے اور معاملہ برعکس ہے۔ واحسرتا' واندامتا' واویلا! ہم اس دور میں آپ کے وجود کو غنیمت سمجھتے ہیں' اور اس "معرکہ ضعیف و شکست خوردہ" میں آپ ہی کو ایک ایسا جرنیل سمجھتے ہیں جو خم ٹھونک کر میدان مقابلہ میں آجائے۔ حق تعالیٰ آپ کا ناصر و موید ہے۔ بحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث شریف میں ہے: لن یومن احدکم حتی یقال انہ مجنون' تم میں سے کوئی اس وقت تک

ہرگز کامل ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک اس کو دین کے معاملہ میں مجنون نہ کہا جائے۔ اس وقت وہ جنون' جس کی اصل غیرت اسلام کی کثرت ہے' آپ کی طبیعت میں محسوس ہو رہا ہے۔ الحمد للہ سبحانہ علی ذالک۔ آج وہ زمانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل قلیل کے مقابلے میں اجر جزیل عطا فرمائیں گے۔ اصحابِ کہف کا ہجرت کے علاوہ اور کوئی نمایاں عمل نہیں ہے' مگر اسی ایک بروقت عمل نے ان کو بڑے فضائل عطا کیے۔ سپاہی دشمن کے حملے کے وقت اگر تھوڑی سی جدوجہد کرتے ہیں تو اس کا بہت کچھ اعتبار ہوتا ہے' بخلاف زمانہ امن کے۔ یہ جہادِ قولی جو آج آپ کو میسر ہے' جہادِ اکبر ہے۔ اس کو غنیمت سمجھیے اور اس میں ترقی طلب کیجیے۔ اس "جہادِ گفتن" کو "جہادِ کشتن" سے بہتر جانیے۔ ہم جیسے فقرائے بے دست وپا اس دولت سے محروم ہیں۔

دادیم ترا از گنجِ مقصود نشاں گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

(ہم نے تجھ کو خزانہ مقصود کا پتا دے دیا ہے' اگر ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے تو شاید تو ہی پہنچ جائے۔)

حضرت خواجہ احرار فرمایا کرتے تھے: اگر میں پیری مریدی پر آجاؤں تو کوئی دنیا میں میرے مقابلے میں مرید نہ پا سکے۔ مگر مجھے تو کسی اور کام کے لیے ہی حکم دیا گیا ہے۔ وہ کام ترویج شریعت اور تائید ملت ہے۔ چنانچہ خواجہ احرار سلاطین کے پاس جایا کرتے تھے اور اپنے تصرف سے ان کو مطیع بناتے تھے اور ان بادشاہوں کے ذریعہ ترویج شریعت کیا کرتے تھے۔ التماس یہ ہے کہ --- جبکہ حق تعالیٰ نے بزرگانِ نقشبندیہ کی محبت کی برکت سے آپ کی بات میں ایک تاثیر بخشی ہے اور آپ کی عظمت مسلمانی تمام لوگوں پر ظاہر ہوگئی ہے --- سعی فرمائیں کہ کم از کم اہلِ کفر کے وہ شعائر جو اہلِ اسلام میں رائج ہوگئے ہیں' ختم ہو جائیں' اور مسلمان ان منکرات سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمین کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ پچھلی سلطنت (عہد اکبری) میں تو دینِ مصطفوی ؐ کے ساتھ ایک دشمنی محسوس ہوتی تھی' اس سلطنت (جہانگیری) میں بظاہر وہ دشمنی تو نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو عدمِ علم کی وجہ سے ہے۔ مگر خوف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سلطنت میں بھی انجام کار دشمنی دین تک نوبت پہنچ جائے اور مسلمانوں کا معاملہ تنگ تر ہو جائے۔

خان جہاں کے نام

جس دولت و نعمت سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو ممتاز کیا ہے اور دوسرے لوگ اس دولت سے غافل ہیں بلکہ قریب ہے کہ آپ بھی اس دولت کو نہ پائیں' وہ یہ ہے کہ بادشاہ وقت (جہانگیر) ہفت پشت سے مسلمان ہے' ساتھ ہی ساتھ اہل سنت اور حنفی ہے۔

یہ بادشاہ عظیم الشان جبکہ آپ کی بات اچھی طرح سنتا اور اس کو قبول کرتا ہے ' تو کتنی اعلیٰ درجہ کی بات ہوگی کہ صراحتاً یا اشارتاً کلمہ حق یعنی کلمہ اسلام کو موافق معتقدات اہل سنت و جماعت ' بادشاہ وقت کے کانوں میں ڈال دیں ' اور جتنی گنجائش بھی نکلے اہل حق کی باتوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کریں۔ بلکہ اس بات کے منتظر رہیں کہ کوئی نہ کوئی صورت ایسی نکلے جس کی بنا پر 'سخن مذہب درمیان میں آجائے ' تاکہ اسلام کی حقانیت کا اظہار اور کفر و کافری کے باطل ہونے کا بیان ہو سکے۔

آپ کو معلوم ہے کہ سلطان کی حیثیت روح کی ہے ' اور تمام لوگ مانند جسم کے ہوتے ہیں۔ اگر روح صالح ہے ' جسم و بدن بھی صالح ہے۔ اگر روح فاسد ہے تو بدن بھی فاسد ہے۔ پس ان کی اصلاح کی کوشش کرنا تمام بنی آدم کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے۔ اصلاح کلمۂ اسلام کے اظہار میں مضمر ہے ' جس طرح بھی اور جس وقت بھی مناسب ہو۔ اگر یہ دولت میسر ہوئی تو سمجھو کہ انبیا علیہم السلام کی وراثت عظمیٰ حاصل ہوگئی۔ آپ کو یہ دولت مفت میں حاصل ہے۔ اس دولت کی قدر پہچاننی چاہیے۔ واللہ سبحانہ الموفق۔

بموافق شریعت ' جس کا دارومدار سہولت پر ہے--- تھوڑی سی جدوجہد سے ملک ابدی حاصل ہوتا ہے اور تھوڑی سی غفلت اور لاپرواہی سے یہ دولت جاودانی ہاتھ سے نکل جاتی ہے--- عقلِ دور اندیش کو کام میں لیا جائے اور (نادان) بچوں کی طرح معمولی چیزوں کو (اس دولت جاودانی کا) بدل اور عوض نہ ٹھہرایا جائے۔ یہی ڈیوٹی جو آپ سے متعلق ہے ' اگر اس کو شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ادائیگی کے ساتھ ملالیں تو کارِ انبیا انجام دیں گے اور دین متین کو منور و معمور کر دیں گے۔ ہم فقیر اگر سالہا سال جان کھپائیں تب بھی اس عمل میں آپ جیسے شاہبازوں کی گرد کو نہ پہنچ سکیں گے۔

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند
کس بمیداں درنمی آید سواراں راچہ شد

(توفیق و سعادت کی گیند قضا و قدر نے میدان میں پھینک دی ہے۔ شہسواروں کو کیا ہوگیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی میدان میں نہیں آتا (اور توفیق و سعادت کو حاصل نہیں کرتا)۔

صدر جہاں کے نام

کہا گیا ہے "لوگ اپنے بادشاہوں کے طور طریقے پر ہوتے ہیں"۔ زمانہ گذشتہ کا کاروبار اس بات کا گواہ ہے۔ اب جبکہ انقلاب حکومت ہوگیا ہے ' اور اہل مذاہب کے عناد کی صورتیں درہم برہم

ہوگئی ہیں ' آئمہ اسلام پر ' خواہ وہ صدر الصدور ہوں یا علما کرام ' لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو ترویج شریعت اور آغاز کار ہی میں اسلام کے منہدم ارکان کو قائم و برپا کرنے میں مشغول کر دیں کیونکہ دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ تاخیر کے باعث غریبوں کے دل اضطراب میں ہیں۔ دور سابق کی سختیاں مسلمانوں کے دلوں پر نقش ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تلافی نہ ہو اور اسلام کی کسمپرسی طول کھینچ جائے۔ جبکہ بادشاہ ترویج سنت نبویہ میں سرگرم نہ ہوں ' نیز ان کے مقربین بھی اس معاملے میں ڈھیلے پڑ جائیں اور حیات چند روزہ کو ہی عزیز سمجھیں تو فقرائے اہل اسلام پر کام بہت تنگ و تاریک ہو جائے گا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔

خواجہ محمد شرف الدین کے نام

اے فرزند ' فرصت کو اور صحت و فارغ البالی کو غنیمت جان کر ہمیشہ اپنے اوقات کو ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھو۔ ہر وہ عمل جو شریعت مطہرہ کے مطابق کیا جائے ' داخل ذکر ہے ' اگرچہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام کاموں اور حرکات و سکنات میں احکام شرعیہ کو ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ وہ سب کام ذکر (کے حکم میں) ہو جائیں۔ اس لیے کہ ذکر نام ہے غفلت کے دور کرنے کا۔ جب تمام افعال میں اللہ کے احکام اور اوامر و نواہی کا خیال رکھا گیا تو (اس صورت میں) اللہ تعالیٰ سے۔ جو کہ (اچھے کاموں کا) حکم کرنے والا اور (برے کاموں سے) منع کرنے والا ہے۔ غفلت نہ رہی اور (اس طرح سے) دوام ذکر حاصل ہو گیا۔

خواجہ شرف الدین حسین کے نام

فرزند عزیز ' یہ لحات زندگی غنیمت ہیں۔ چاہیے کہ بے قاعدہ کاموں میں صرف نہ ہوں ' بلکہ اللہ کی مرضیات کے مطابق صرف ہوں۔ چاہیے کہ پانچوں وقت کی نماز جمعیتِ قلب کے ساتھ باجماعت اور تعدیل ارکان کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا ہو۔ نماز تہجد کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ صبح کے وقت استغفار کو بھی نہ چھوڑیں ' خوابِ خرگوش سے لذت یاب نہ ہوں۔ یہ دنیا کے جو منافع ہیں ' ان پر بھی فریفتہ نہ ہوں ' موت اور آخرت کی ہولناکی کا بھی دھیان رکھیں۔ الغرض دنیا سے روگرداں اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں۔ بقدر ضرورت دنیا میں مشغول ہوں ' باقی تمام اوقات کو امورِ آخرت کی مشغولی سے معمور رکھیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دل گرفتاری غیراللہ سے آزاد ' اور ظاہر ' احکام شرعیہ سے آراستہ و مزین ہو۔ کرنے کا کام یہ ہے ' باقی سب ہیچ ہے۔

مولانا محمد طاہر بدخشی

چونکہ یہ دنیا دار عمل ہے اور دار جزا' دار آخرت ہے' اس لیے اعمال صالحہ کے کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اعمال میں بہترین عمل اور عبادات میں فاضل ترین عبادات 'اقامت صلوۃ ہے۔ نماز دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ (اس لیے) نماز کی ادائیگی میں پورا اہتمام ملحوظ رکھا جائے اور احتیاط کرنی چاہیے کہ نماز کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب نماز کے شایان شان ادا ہوں۔ طمانیت و تعدیل ارکان کے متعلق بار بار تاکید کی جاتی ہے' اس کی اچھی محافظت کریں۔ اکثر لوگوں کو دیکھا جا رہا ہے کہ وہ نماز کو ضائع کرتے ہیں اور طمانیت و تعدیل ارکان کو برباد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں۔ نماز جب درست ہو گئی' تو (سمجھو) نجات کے لیے امید عظیم میسر آگئی۔ اس لیے کہ اس کے ذریعے دین قائم ہوا اور عروج کا ذریعہ مکمل ہو گیا۔

مرزا فتح اللہ حکیم کے نام

اگر نماز بے حیائی اور برائی سے نہیں بچا رہی تو سمجھو کہ صرف صورت نماز ہے' حقیقت نماز نہیں۔ مگر جس وقت تک حقیقت حاصل نہ ہو جائے' صورت کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔ اگر کل نہ مل سکے تو کل کو نہ چھوڑا جائے۔ اکرم الاکرمین صورت نماز ہی قبول فرمالیں تو ان کی شان سے یہ بعید نہیں۔ پس تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو۔

شیخ فرید بخاری کے نام

انسان کے نفس میں جاہ و اقتدار کی محبت تخلیق کی گئی ہے۔ اس کی تمام تر توجہ یہ ہوتی ہے کہ اپنے زمانہ میں لوگوں پر بلندی حاصل ہو جائے۔ وہ چاہتا ہے کہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہو' وہ خود کسی کا محتاج و محکوم نہ ہو..... فقر محمدی میں نفس کی عاجزی نصیب ہوتی ہے---- شریعتیں ہوائے نفسانی کو دور کرنے کے واسطے نازل ہوتی ہیں۔

ہوائے نفسانی کے ازالے کے لیے احکام شرعیہ میں سے کسی ایک حکم کا بجا لانا ایسے ہزار سالہ ریاضات و مجاہدات سے بہتر ہے جو اپنی رائے سے کیے جائیں۔ ایسے ریاضات و مجاہدات جو شریعت کے تقاضے کے مطابق نہ ہوں' ہوائے نفسانی کو تقویت دیا کرتے ہیں۔ برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضات و مجاہدات میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے' مگر ان کو فائدہ کچھ بھی نہ ہوا' البتہ نفس کو تقویت ضرور حاصل ہو گئی۔ شریعت کے مطابق تھوڑی سی رقم (باقاعدہ) زکوۃ میں نکالنا' نفس کو پامال کرنے کے لیے اتنی مفید ہے کہ اپنی رائے سے یوں ہی ہزار دینار خرچ کر دینا اتنا مفید نہیں ہے۔ خواہش نفس توڑنے کے

لیے حکم شریعت کے ماتحت عید الفطر کے دن کھانا کھا لینا' اپنی مرضی سے سالہا سال نفلی روزے رکھنے سے بھی زیادہ نافع ہے۔ اور صبح کی دو رکعت نماز جماعت سے ادا کرنا ایک مستقل سنت کا انجام دینا ہے۔ یہ عمل ثواب میں اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تمام رات صلوٰۃ نافلہ ادا کرتا رہے اور صبح کی نماز بے جماعت ادا کرے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو گا اور اس کے اندر سے تکبر کا مادہ نکال نہ دیا جائے گا' نجات محال ہے۔ اس مرض کے ازالے کی فکر بہت ضروری ہے تاکہ بات موت ابدی تک نہ پہنچے۔

ایک ہم عصر شیخ کے نام

عبادت و ریاضت کرنے سے غرور اور بالاتری کا احساس پیدا ہوتا ہو اصل عجب کی کیفیت ہے' اور یہ ستم قاتل اور مہلک مرض ہے جو اعمال صالحہ کو اس طرح نیست و نابود کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اس بیماری کا بنیادی سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی عبادت وغیرہ اعمال صالحہ کو بہت اچھا اور قیمتی سمجھتا ہے' اور اس کا علاج اس کے برخلاف رویہ اختیار کرنا ہے۔ وہ یہ کہ آدمی اپنے نیک اعمال کو بدگمانی کی نظر سے دیکھے اور ان کے اندر جو خرابیاں اور برائیاں چھپی ہوئی ہیں ان پر نظر جائے۔ پھر وہ محسوس کرے گا کہ اس کے وہ اعمال قابل قبول ہی نہیں ہیں' اور وہ خود بھی مقبولوں میں نہیں ہے بلکہ مردودوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ؐ کا ارشاد ہے: "بہت سے لوگ ہیں کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔" ایک دوسری حدیث میں ہے: "کتنے ہی روزہ رکھنے والے ہیں جن کا حال یہ ہے کہ ان کے روزہ کا حاصل بھوک اور پیاس کے سوا کچھ بھی نہیں' اور کتنے ہی تہجد گزار ہیں جن کے تہجد کی حقیقت اور اس کا انجام بے خوابی اور بیداری کے سوا کچھ بھی نہیں۔"

کسی کو اس فریب میں مبتلا نہ ہونا چاہیے کہ اس کے نیک اعمال خرابی سے خالی ہیں۔ ذرا بھی غور و توجہ سے اگر وہ دیکھے گا تو' اللہ تعالیٰ کی توفیق سے' اپنے نیک اعمال میں ساری خرابیاں دیکھ لے گا' اور حسن و خوبی کی بو بھی ان میں محسوس نہ کرے گا۔ کیسا عجب اور کہاں کا احساس بالاتری' بلکہ اپنے ان اعمال کی چھپی ہوئی خرابیوں اور کوتاہیوں کے احساس سے وہ شرمندہ اور دل شکستہ ہو گا۔ یہی چیز ان کے نزدیک اس کے اعمال کی قیمت بڑھا دے گی۔ بس اس کی کوشش کریں کہ اپنے اعمال کی چھپی ہوئی خرابیوں اور کوتاہیوں کو دیکھنے اور محسوس کرنے کی عادت ہو جائے۔ اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں۔

پہلوانِ محمود کے نام

سعادت مند وہ ہے جس کا دل دنیا سے سرد' اور محبت حق کی حرارت سے گرم ہو۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے' اور اس کا ترک تمام عبادات کی اصل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا اللہ کی ناپسندیدہ اور مبغوض چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے دنیا اور اس کی چیزیں ملعون ہیں' سوائے اللہ کے ذکر کے۔ چونکہ ذاکرین بلکہ ان کے وجود کا ہر ذرہ ذکر اللہ سے پر ہوتا ہے' اس لیے وہ اس وعید سے خارج ہوں گے اور اہل دنیا کی فہرست میں نہ آئیں گے۔

دنیا وہ ہے کہ دل کو حق سبحانہ سے باز اور اس کے ماسوا کے ساتھ مشغول رکھے۔ خواہ اموال و اسباب ہوں' خواہ جاہ و ریاست' خواہ ننگ و ناموس۔ جو چیز دنیا ہے وہ بلائے جان ہے۔ اس کے مالک اور اس میں مشغول' دنیا میں ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اور آخرت میں ندامت و حسرت والوں میں ہوں گے۔ ترک دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی طرف رغبت نہ ہو۔ عدم رغبت اس وقت ثابت ہوگی جب دنیا کے سرو سامان کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہوں۔ یہ بات اس وقت تک حاصل ہونی مشکل ہے جب تک ارباب جمعیت کی صحبت حاصل نہ ہو۔ اگر ایسے لوگوں کی صحبت حاصل ہو جائے تو اس کو غنیمت شمار کرنا اور خود کو ان کے سپرد کر دینا چاہیے۔ (مرتبہ: خ۔ م)

پیارے بچوں کے لیے چار خوبصورت کتابیں
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ
حضرت عثمان غنی رضؓ
حضرت عمر فاروق رضؓ
حضرت علی المرتضیٰ رضؓ
طالب ہاشمی
● نہایت آسان اور عام فہم انداز تحریر ● بچوں کی تربیت کے لیے نہایت مفید
● خوبصورت ٹائیٹل ● کمپیوٹر کمپوزنگ
البدر پبلیکیشنز ۲۳۔ راحت مارکیٹ اردو بازار، لاہور نمبر ۵۴۰۰۰